فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۵۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا ٹھنڈے پانی کے متعلق روز قیامت سوال ہوگا ؟

جواب: قدرتی ٹھنڈا پانی اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمتوں میں سے ہے، جسے اللہ تعالیٰ بطور احسان ذکر کرے گا۔اس کا حساب ہوگا۔(سنن ترمذی: ۳۳۵۸، وسندہ صحیح)

سوال: کیا کسی صحابی نے قبر سے سورت ملک پڑھنے کی آواز سنی؟

جواب: اس طرح کی روایت سنن ترمذی (۲۸۹۰) میں آتی ہے۔اس کی سند ضعیف اور غیر ثابت ہے۔عمرو بن مالک نکری کی حدیث ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

''ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب :336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ روایت بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے بیان کی ہے، لہٰذا غیر محفوظ ہے

سوال: کیا مباہلہ کا حکم اب بھی باقی ہے؟

(جواب): مباہلہ جائز ہے، یہ نبی کریم ﷺ کا خاصہ نہیں، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے اہل علم سے بھی غیر نبی کے لیے مباہلہ کا جواز ثابت ہے۔

ماضی قریب میں ایک مشہور مباہلہ ہوا، جو شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مابین طے ہوا، پھر چشم فلک نے دیکھا کہ مرزا کس طرح رسوا ہو کر واصل جہنم ہوا اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کئی سال بعد سرگودھا میں فوت ہوئے۔

❀ ''مہر منیر'' کے مؤلف فیض احمد بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''اسی طرح مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے خلاف بھی ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار دے کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایک مضطرب دعا شائع کی تھی کہ اگر میں مفسد و کذاب ہوں، تو مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں، جو وہ مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں، تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ان کو نابود کر ...... میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا، مگر میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی ہے، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں، جن کا وجود دنیا کے لیے سخت خطرناک ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ مرزا صاحب نے بحوالہ اخبار بدر مؤرخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء اپنی اس دعا کے متعلق دعویٰ کیا تھا کہ ''ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں، بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔''

پھر اس دعا کا نتیجہ تمام دنیا پر روشن ہے کہ مولوی ثناء اللہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو پاکستان میں آ کر فوت ہوئے اور عمر بھر قادیانیت کے خلاف تحریری اور تقریری

جہاد میں مصروف رہے۔''

(مہر منیر، ص183)

سوال: قرآن کریم کی خرید وفروخت جائز ہے؟

جواب: جی ہاں، قرآن پاک کی خرید وفروخت جائز ہے۔

قرآن کریم کی خرید وفروخت پر صحیح بخاری (۵۷۳۷ برِوایۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما)، صحیح بخاری (۵۷۳۶) اور صحیح مسلم (۲۲۰۱ برِوایۃ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) کی حدیث کو دلیل بناتے ہوتے ہوئے حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) لکھتے ہیں:

''حدیث سے قرآن کریم کی خرید وفروخت اور اسے لکھنے پر اجرت لینے کا جواز ملتا ہے، نیز یہ حدیث اسمائے حسنیٰ کے ساتھ دم کرنے اور طبیب و معالج کے لیے علاج کرنے پر اجرت کا جواز فراہم کرتی ہے، کیوں کہ قرآن کی قرأت، دم اور پھونک مارنا مباح کام ہیں، یوں اس پر اجرت لینا بھی مباح ہے۔''

(مَعالم السّنن: 3/101)

سوال: کیا صفات باری تعالیٰ والی آیات متشابہات میں سے ہیں؟

جواب: آیات صفات کو متشابہات قرار دینا حقیقت میں مفوضہ کا مذہب ہے۔ وہ صفات والی نصوص کو متشابہ کہتے ہیں، ان کی مراد ہوتی ہے کہ صفات باری تعالیٰ اور اسمائے حسنیٰ کا معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سلف صالحین اور ائمہ اہل حدیث اس سے بری تھے۔ وہ ان کی کیفیت کا علم اللہ کے سپرد کرتے تھے، وہ استواء علی العرش، نزول وغیرہ کے معانی سے واقف تھے۔ صفات والی آیات کو متشابہات قرار دینا، توحید سے روگردانی ہے اور سلف صالحین کی مخالفت ہے۔ سلف کی مخالفت میں کوئی عقیدہ معتبر نہیں۔ توحید والی آیات کو

متشابہات قرار دے کر قدریہ، جبریہ، جہمیہ، اشاعرہ، ماتریدہ، رافضیہ ،مفوضہ اور خوارج نے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ یوں بہت ساری آیات بینات کو مہمل (بے معنی) بنا کر معطلہ بن گئے۔ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ صفات باری تعالیٰ عقیدہ توحید کی اساس ہیں اور محکم آیات سے ثابت ہیں۔

❀ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''یہ تاویلات کلام اللہ کی صریح تحریف اور آیات بینات میں الحاد ہے۔ اللہ، اس کے رسول اور قرآن پر جھوٹ ہے۔ آپ کو کہا جائے کہ ان صفات کے معانی اللہ نے اپنے پاس رکھے ہیں، تو آپ اسے حق مت سمجھیں، بل کہ یہ بالکل باطل ہے۔ جیسے جھوٹی گواہی اور کفار کے کفر کو اللہ جانتا ہے کہ یہ باطل ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بھی کچھ اسباب کے ذریعے ان کا بطلان عیاں کر دیتا ہے۔ مثلاً دلائل وغیرہ۔ گمراہوں کی تحریف میں وقوع کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب اللہ کو ایسے نہیں سمجھا، جیسے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے سمجھا تھا، دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ کتاب وسنت کے مدلولات سے معارضہ کرنا ہے۔ یہ بھی (کفار) کی طرح اللہ اور رسول کریم ﷺ کے دشمن ہیں، بس فرق یہ ہے کہ ان کی دشمنی نفاق اور دھوکہ کی بنا پر ہے۔''

(درء تعارض العقل والنقل : ۳۸۳/۵)

نیز فرماتے ہیں:

تَأْوِيلُ هٰؤُلَاءِ الْمُتَأَخِّرِينَ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ تَحْرِيفٌ بَاطِلٌ .

''ائمہ حق کے مطابق ان متاخرین کی تاویل، باطل تحریف ہے۔''

(مجموع الفتاویٰ : ۲۹۵/۱۳)

سوال: مثلہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: مثلہ کا معنی ہے؛ انسان کے اعضا مثلاً ناک، کان، آنکھ، عضو خاص یا کسی بھی حصے کو کاٹ دینا۔ انسانی وجود مسلمان کا ہو یا کافر ہے، اس کا مثلہ جائز نہیں، حتیٰ کہ کفر واسلام کا معرکہ، کہ جس میں بہت سے ناجائز اُمور بھی جائز ہو جاتے ہیں، اس میں بھی کفار کے مقتولین کا مثلہ کرنے کی اجازت نہیں۔ نبی کریم ﷺ جب بھی جنگی مہم روانہ کرتے، تو انہیں کچھ نصیحتیں فرماتے تھے، جن میں سے ایک یہ ہوتی کہ کسی کا مثلہ نہیں کرنا۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اسے بالخصوص اپنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتے، پھر فرماتے: اللہ کا نام لے کر اس کے راستے میں جہاد کریں، اللہ کے منکروں سے لڑائی کریں، دھوکہ نہ دینا، خیانت نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا......۔''

(صحیح مسلم : 1731، المنتقی لابن الجارود : 1042)

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ .

''قصاص صرف تلوار سے لیا جائے۔''

(سنن ابن ماجہ : 2667)

جواب: روایت سخت ضعیف ہے۔

① جابر بن یزید جعفی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② ابو عازب مجہول ہے۔

اس حدیث کو بہت سے اہل علم نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں، سب کی سب ضعیف ہیں۔

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّهَا ضَعِيفٌ .

''سب کی سب سندیں ضعیف ہیں۔''

(مَعرِفة السّنن والآثار : 80/12)

(سوال): مجوس کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مجوس مشرک قوم ہے، ان کا ذبیحہ حلال نہیں، تو جس طرح مشرک کافر کا ذبیحہ حرام ہے، اسی طرح مجوسی کا ذبیحہ بھی حرام ہے، کفار میں سے صرف اہل کتاب کا ذبیحہ حلال کیا گیا ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ ذَبَائِحَ الْمَجُوسِ حَرَامٌ لَا تُؤْكَلُ .

''(تقریبا تمام) اہل علم کا اجماع ہے کہ مجوس کے ذبیحے حرام ہیں، انہیں کھایا نہیں جا سکتا۔''

(الإجماع : 225)

(سوال): مجوسی کی شکار کی ہوئی مچھلی وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مچھلی اور ٹڈی وغیرہ کو چونکہ ذبح نہیں کیا جاتا، اس لیے اگر اس کا شکار مجوسی

بھی کرے، تو کھایا جا سکتا ہے۔

❁ حافظ ابن قطان رحمہ اللہ (۶۲۸ ھ) فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْحِيتَانِ يَصِيدُهَا الْمَجُوسِيُّ، وَعَلَيْهِ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ.

''اس مچھلی کو کھانے میں کوئی حرج نہیں، جسے مجوسی نے شکار کیا ہو، جمہور علما کا یہی فتوی ہے۔''

(الإقناع: 1788)

(سوال): کیا مجوس کی پاکدامن عورتوں سے نکاح جائز ہے؟

(جواب): مجوس کا حکم مشرکوں والا ہے، ان کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں، یہ اجازت صرف اہل کتاب کی پاک دامن عورتوں سے ہے اور مجوس اہل کتاب نہیں ہیں۔

(سوال): مدینہ افضل ہے یا مکہ؟

(جواب): اہل سنت والجماعت کے نزدیک مکہ اور مدینہ دونوں حرم ہیں، مگر مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ مکہ اس وقت تک افضل تھا، جب تک نبی کریم ﷺ نے ہجرت نہ کی تھی، ہجرت کے بعد مدینہ افضل ہو گیا، یہ بے دلیل بات ہے۔

(سوال): کیا مدینہ حرم ہے؟

(جواب): مدینہ حرم ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''اگر میں مدینہ میں ہرن دیکھوں، تو انہیں کبھی نہ چھیڑوں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: مدینہ کے دونوں پتھریلے میدانوں کی درمیانی زمین حرم ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: حرم مدینہ، مدینہ کے چاروں طرف ایک

ایک برید (بارہ بارہ میل) ہے۔لابتان سے مراد حرتان ہی ہیں۔''

(صحیح البخاري : 1873، صحیح مسلم : 1372، المنتقی لابن الجارود : 510)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے دونوں پتھریلے میدانوں کی درمیانی زمین کو حرم قرار دیا ہے، نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے۔''

(صحیح البخاري : 1873، صحیح مسلم : 1372، المنتقی لابن الجارود : 511)

سوال: کیا دجال مدینہ میں داخل ہوگا؟

جواب: دجال مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا، مگر وہاں فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے، جو اسے مدینہ میں داخل ہونے سے روکیں گے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، البتہ وہ خندق میں داخل ہو جائے گا۔ مدینہ منورہ کے ہر راستے پر فرشتے اس کی حفاظت پر مامور ہوں گے۔ سب سے پہلے عورتیں اور لونڈیاں دجال کی پیروی کریں گی۔ دجال مدینہ منورہ کی طرف جائے گا اور لوگ اس کے پیچھے ہوں گے، لیکن فرشتے اسے روک دیں گے۔ وہ غصے سے واپس آ کر خندق میں پڑاؤ ڈال لے گا۔ اسی وقت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے اتریں گے۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 5465، وسندہٗ حسنٌ)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''میں رو رہی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، فرمایا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! کیونکہ (کل) آپ نے دجال کا ذکر کیا تھا، فرمایا: روئیے مت، اگر میرے جیتے جی وہ نکل آیا، تو میں تمہیں اس سے کافی ہو جاؤں گا اور اگر میں فوت ہو گیا، تو (یہ یاد رکھنا کہ) تمہارا رب کانا نہیں ہے، دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ اصبھان کے یہودی ہوں گے، پھر وہ چلے گا حتی کہ مدینہ کے بیرونی کنارے پر پڑاؤ ڈالے گا، اس وقت مدینہ کے بُرے لوگ اس کے ساتھ مل جائیں گے، پھر وہ چلے گا حتی کہ مقام لد (بیت المقدس کے قریب ایک بستی) تک پہنچ جائے گا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) نازل ہو کر اسے قتل کر دیں گے، پھر آپ زمین پر چالیس سال تک یا چالیس سال کے قریب ایک امامِ عادل اور حاکمِ منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 134/15، مسند الإمام أحمد : 75/6، السّنّة لعبد اللّٰه بن أحمد : 996، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6822) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرُ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ لَاحِقٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ .

''اس کے تمام راوی صحیح بخاری کے ہیں، سوائے حضرمی بن لاحق کے۔ وہ ثقہ ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 338/7)

سوال: کیا مسجد نبوی کے کسی حصہ کو ''جنت کا باغیچہ'' کہا گیا ہے؟

(جواب): منبر رسول اور نبی کریم ﷺ کے گھر کے درمیانی حصے کو ''جنت کا باغیچہ'' کہا گیا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ .

''میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔''

(صحيح البخاري : 1196، صحيح مسلم : 1391)

(سوال): کیا مذی نجس ہے؟

(جواب): مذی سے مراد وہ سفید رقیق مادہ ہے، جو شہوت کے وقت مرد یا عورت کے عضو خاص سے نکلتا ہے۔ اس کے نجس ہونے پر اجماع ہے۔

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰى نَجَاسَةِ الْمَذِيِّ وَالْوَدْيِ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ مذی اور ودی نجس ہیں۔''

(شرح السّنة : 90/2)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى نَجَاسَةِ الْمَذْيِ وَالْوَدْيِ .

''امت کا اجماع ہے کہ مذی اور ودی نجس ہیں۔''

(المَجموع شرح المهذّب : 552/2)

(سوال): حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے حضور پیٹ کے

خراب ہونے کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے شہد پینے کا حکم دیا......۔ جبکہ شہد سے تو مزید پیچش لگ جاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے شہد پینے کا حکم کیوں دیا؟

جواب: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صحابی نے آکر عرض کی:

أَخِي يَشْتَكِي بَطْنَهُ، فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَى الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتُ، فَقَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ، وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ، اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ.

''میرے بھائی کا پیٹ خراب تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو شہد پلائیں، میں دوبارہ آیا، فرمایا: اس کو شہد پلائیں، پھر تیسری مرتبہ آیا، عرض کیا: پلایا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سچ کہتے ہیں اور آپ کے بھائی کا پیٹ خطا پر ہے، جایئے اسے شہد پلایئے، انہوں نے شہد پلایا، تو شفایاب ہو گیا۔''

(صحيح البخاري: 5684، صحيح مسلم: 2217)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں:

''علامہ خطابی وغیرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل حجاز ''کذب'' کو ''خطا'' کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ كَذَبَ سَمْعُكَ '' آپ کے کانوں نے خطا کی۔'' اس حقیقت کو نہیں پا سکے، جو ان سے عرض گزار کی جا رہی ہے۔ كَذَبَ بَطْنُهُ کا معنی ہے کہ وہ تھوڑا غلطی پر جا پڑا، (ابھی) شفایابی کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ بعض ملاحدہ اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ شہد تو خود اسہال

لگا تا ہے، اس سے اسہال ختم ہونا کیسے ممکن ہے؟

جواب: یہ ان کی جہالت ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: یہ لوگ اس چیز کو جھٹلا دیتے ہیں، جس کے علم کا احاطہ نہیں کر پاتے۔ اطبا کا اتفاق ہے کہ ایک ہی مرض کا علاج عمر، عادت، وقت، غذا، موسم، تدبیر اور طبیعت کے لحاظ سے ہر مریض کے لئے مختلف ہوتا ہے۔ نیز اطبا کا اتفاق ہے کہ پیچش مختلف بیماریوں سے لاحق ہوتے ہیں، مثلاً بدہضمی سے ہونے والے ہیضہ کی وجہ سے۔ اطبا کا اتفاق ہے کہ اس ہیضے کا علاج مزاج کے مطابق اور مخالف اشیا کے استعمال سے ہوتا ہے۔ اگر اس مریض کو اسہال (پیچش) کی ضرورت ہے، تو اسے (کسی دوا کے ذریعہ) اسہال لگا دیے جاتے ہیں، جب تک مریض میں طاقت موجود رہے۔ ممکن ہے کہ (حدیث میں موجود) اس شخص کا پیٹ بھی ہیضہ کی وجہ سے خراب ہو، تو نبی کریم ﷺ نے اسے شہد تجویز کیا، تا کہ اس کے معدہ اور انتڑیوں میں موجود زائد اور فاضل مادہ خارج ہو جائے، کیونکہ شہد میں تاثیر ہوتی ہے اور یہ معدہ کے زائد مادے کو خارج کر دیتا ہے، جو چکنائی کے جم جانے کی وجہ سے معدے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس سے معدہ میں خوراک ٹھہر نہیں پاتی۔ معدہ میں (اندرونی سطح کو ڈھانپنے کے لیے) ریشے (جھالر) ہوتے ہیں، جیسا کہ تولیہ کے ریشے ہوتے ہیں۔ ان ریشوں میں جب کوئی چکنی اور پیچیدہ خوراک پھنس جاتی ہے، تو یہ چکناہٹ ان ریشوں کو خراب کر دیتی ہے اور ہر کھائی جانے والی خوراک بھی ضائع کر دیتی ہے۔ اس کے علاج میں وہی چیز استعمال کی جائے گی، جو اس ملغوبے کو خارج کر دے۔ اس سلسلہ

میں شہد سے اچھی کوئی چیز نہیں ہوسکتی، خصوصاً جب اسے نیم گرم پانی میں ملا کر استعمال کیا جائے۔ اور اس کا فائدہ ایک ہی بار استعمال کرنے سے تھوڑا ہو جائے گا، کیونکہ دوا کی مقدار مرض کے مطابق ہونی ضروری ہے۔ اگر دوا کی مقدار کم ہوگی، تو اس سے مکمل طور پر فائدہ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اگر دوا کی مقدار مرض کے اعتبار زیادہ ہوگی، تو کمزوری کا باعث بنے گی اور مزید کسی بیماری کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ گویا (نبی کریم ﷺ کے پاس آنے والے) اس شخص (کے بھائی) نے شروع میں اتنی مقدار میں شہد پیا کہ جو مرض کے لحاظ سے کم تھا، تو نبی کریم ﷺ نے مسلسل شہد پینے کا حکم دیا۔ جب اس نے مرض کے مطابق تسلسل کے ساتھ شہد پیا، تو اللہ کے حکم سے شفایاب ہوگیا۔ فرمان نبوی: كَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ ''تیرے بھائی کا پیٹ خطا کر گیا۔'' میں اشارہ ہے کہ یہ دوا (شہد) نفع مند ہے۔ جو ابھی بیماری باقی ہے، اس کا سبب یہ نہیں کہ دوا میں تاثیر نہیں، بلکہ وجہ یہ ہے کہ (معدے میں) فاسد مادہ بہت زیادہ ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ لگاتار شہد پیتا رہے، تاکہ یہ فاسد مادہ زائل ہو جائے۔ ایسا ہی ہوا اور وہ اللہ کے حکم سے تندرست ہوگیا۔''

(فتح الباري: 169/10)

سوال: کیا بیماری ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہوتی ہے؟

جواب: اگر بیمار آدمی صحیح العقیدہ اور نیک وصالح ہے، تو یہ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے آزمائش ہے، وہ اس پر صبر کرے، تو کئی بھلائیاں سمیٹ سکتا ہے، جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام پر بیماریاں آئی ہیں، اگر ہر بیماری اللہ کا عذاب ہوتی، تو کسی نبی پر بیماری

نہ آتی۔ البتہ اگر بیمار شخص فاسد العقیدہ ہے یا برے اعمال کرنے والا ہے، تو یہ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب بھی ہوسکتی ہے۔ الغرض بیماری آنے کے بعد انسان کو اپنے اعمال پر غور کرنا چاہیے اور اپنے کردہ گناہوں کی معافی مانگی چاہیے، نیز اس بیماری پر صبر کر کے نیکیاں کمانی چاہییں، مصائب کی عبادت یہی ہے۔

سوال: کیا بیمار شخص بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس پر مکمل ثواب ملتا ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے پہلو پر خراشیں آ گئیں، ہم آپ کی عیادت کرنے گئے، تو نماز کا وقت ہو گیا، آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی، تو ہم نے بھی (آپ کے پیچھے) بیٹھ کر نماز پڑھی۔

(صحيح البخاري : 689، صحيح مسلم : 411، المنتقى لابن الجارود : 229)

سوال: کیا نوافل بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھے جا سکتے ہیں؟

جواب: نوافل بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، مگر اس سے آدھا ثواب ملے گا۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ.

''کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا افضل ہے، جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے، اسے کھڑا ہونے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور جو لیٹ کر نماز پڑھتا ہے، اسے بیٹھنے

والے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 1115، المنتقى لابن الجارود : 230)

(سوال): کیا مسبوق (جس کی جماعت سے ایک یا زائد رکعات رہ گئی ہوں) سجدہ سہو میں بھی امام کی اقتدا کرے گا؟

(جواب): اگر دوران نماز امام سے کوئی سہو ہو جائے اور وہ آخر میں سجدہ سہو کرے، تو خواہ امام کی غلطی کے وقت مسبوق جماعت میں شامل ہو چکا ہو یا بعد میں شامل ہوا ہو، ہر صورت وہ امام کی اقتدا میں سجدہ سہو کرے گا، پھر جب امام سلام پھیر دے، تو مسبوق اپنی بقیہ نماز ادا کرے۔

❀ سیدہ عائشہ ﷺ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ.

''امام اس لیے بنایا جاتا ہے، تا کہ اس کی اقتدا کی جائے۔''

(صحيح البخاري : 688، صحيح مسلم : 412)

(سوال): کیا مساجد کو کسی کی طرف منسوب کرنا جائز ہے؟

(جواب): مسجد کو کسی شخص یا قبیلے کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے، ایسا تعارف اور پہچان کے لیے کیا جاتا ہے، لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں، عہد نبوی میں بعض مساجد کو منسوب کیا جاتا تھا، جیسے مسجد بنی زریق وغیرہ۔ آج بھی مساجد کو انبیائے کرام ﷺ، صحابہ کرام ﷺ یا علمائے دین میں سے کسی کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔

(سوال): مسجد کی تعمیر کے لیے کافروں سے تعاون لینا کیسا ہے؟

(جواب): تعمیر مسجد میں کافروں سے تعاون لینے میں کوئی حرج نہیں۔ مشرکین مکہ نے

بھی بیت اللہ کی تعمیر کی تھی، وہ شرعی اُصولوں کے مطابق حلال وحرام کے پابند نہیں تھے۔

سوال: حرام مال سے تعمیر شدہ مسجد کا کیا حکم ہے؟

جواب: حرام مال سے مسجد تعمیر کرنا جائز ہے، اگر کسی نے حرام مال سے مسجد تعمیر کر دی، تو اسے ثواب نہیں ملے گا، اللہ تعالیٰ طیب ہے اور وہ طیب مال ہی قبول کرتا ہے۔ البتہ اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال: کیا مساجد کی توہین کفر ہے؟

جواب: مساجد اللہ کے شعائر ہیں اور شعائر اللہ کی توہین کفر ہے۔

سوال: مسجد کی تعمیر کرنے والے کا کیا ثواب ہے؟

جواب: مسجد کی تعمیر کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر تیار کر دیتا ہے۔

(صحيح البخاري : 450، صحيح مسلم : 533)

سوال: مساجد کی تزئین وآرائش کا کیا حکم ہے؟

جواب: مساجد کو خوبصورت بنانا چاہیے، اس میں جائز حد تک تزئین وآرائش کا بندوبست بھی کرنا چاہیے، تاکہ لوگ آرام وسکون کے لیے ساتھ نماز ادا کر سکیں۔

سوال: مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیے؟

جواب: مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .

”اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“

(صحيح مسلم : 713)

مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ .

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔''

(صحيح مسلم : 713)

(سوال): مباہلہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مباہلہ شرعا جائز ہے، ہر منحرف، ملحد اور باطل پرست سے مباہلہ کیا جا سکتا ہے۔

❁ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (٦٠٦ ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُبَاهَلَةُ الْمُلَاعَنَةُ، وَهُوَ أَنْ يَجْتَمِعَ الْقَوْمُ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ فَيَقُولُوا : لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِ منَّا .

''مباہلہ اور ملاعنہ یہ ہے کہ جب کسی جماعت کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے، تو اکھٹے ہو کر یہ کہنا: ہم میں سے جو ظالم ہے، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(النّهاية في غريب الحديث : 167/1، لسان العَرب لابن منظور : 72/11)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْ عُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ كُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾(آل عمران : ٦١)

''(اے نبی!) علم آ جانے کے باوجود کوئی جھگڑے، تو اسے کہہ دیں: آیئے! ہم اپنی آل واولاد کے ساتھ آتے ہیں، آپ اپنی آل واولاد کے ساتھ آ جائیں، مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں۔''

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اہل نجران کے دو بندے عاقب اور سید ملاعنہ (مباہلہ) کے ارادے سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، تو ایک ساتھی نے دوسرے سے کہا: ایسا نہ کرو، اللہ کی قسم! اگر وہ نبی ہوئے اور ہم نے ان سے ملاعنہ (مباہلہ) کرلیا، تو نہ ہم بچ پائیں گے اور نہ ہمارے پچھلے۔''

(صحیح البخاري: 4380، واللّفظ لہٗ، صحیح مسلم: 2420)

۞ شارح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''اس میں دلیل ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد اگر مخالف اصرار کرے، تو اس سے مباہلہ کرنا مشروع ہے۔...... اہل علم کی ایک جماعت نے مباہلہ کیا ہے۔ یہ بات تجربہ سے معلوم ہے کہ جس باطل پرست نے مباہلہ کیا، تو اس پر ایک سال نہیں گزرتا، (وہ مرجاتا ہے۔) میرا بھی ایک متعصب ملحد کے ساتھ مباہلہ ہوا، اس کے بعد وہ صرف دو ماہ زندہ رہا۔''

(فتح الباري: 95/8)

۞ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَوْ خَرَجَ الَّذِينَ يُبَاهِلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَجَعُوا لَا يَجِدُونَ مَالًا وَلَا أَهْلًا .

''جو لوگ رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کے لیے آئے، اگر وہ مباہلہ کے لیے باہر نکل آتے، تو واپس لوٹنے پر انہیں مال ومتاع اور اہل وعیال (صحیح سلامت) نہ ملتے۔''

(مسند الإمام أحمد: 2225، السّنن الکبریٰ للنّسائي: 10995، وسندہٗ صحیحٌ)

۞ فرماتے ہیں:

وَدِدْتُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُخَالِفُونِي فِي الْفَرِيضَةِ نَجْتَمِعُ فَنَضَعُ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكْنِ، ثُمَّ نَبْتَهِلُ فَنَجْعَلُ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ.

''جولوگ مجھ سے وراثت (کے مسئلہ عول) میں اختلاف کرتے ہیں، میرا دل کرتا ہے کہ ہم جمع ہوں، رکن یمانی پر ہاتھ رکھیں اور مباہلہ کرتے ہوئے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔''

(الفقيه والمتفقّة للخطيب: 123/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ آیت تطہیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''میں اس پر مباہلے کو تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔'' (تفسير ابن كثير: 411/6، وسندهٗ حسنٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) کا بعض اتحادی صوفیوں سے مباہلہ ثابت ہے۔

(مَجموع الفتاویٰ: 4/82-83)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''اہل باطل سے مجادلہ کرنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ جب ان پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے، وہ حق کی طرف نہ پلٹیں، بلکہ عناد پر رہیں، تو انہیں مباہلہ کی دعوت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مباہلہ کا حکم دیا اور یہ نہیں فرمایا کہ مباہلہ آپ کے بعد امت کے لیے جائز نہیں ہے۔ نبی کریم رضی اللہ عنہما کے چچا زاد سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک شخص کو مباہلہ کی دعوت دی، جس نے ایک فروعی مسئلہ کا انکار کیا تھا، اس دعوت مباہلہ کی وجہ سے سیدنا عبد اللہ بن

عباس رضی اللہ عنہما پر صحابہ نے نکیر نہیں کی۔"

(زاد المَعاد : 561/3)

علامہ محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی مباہلہ جائز ہے، مگر کسی اہم شرعی مسئلہ میں، جس پر (مخالف کو) اس قدر اشتباہ اور عناد واقع ہو چکا ہو کہ اسے مباہلہ سے ہی دور کیا جا سکتا ہو۔ بعض اسلاف نے مباہلہ کیا بھی ہے، مثلاً حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے صفات باری تعالی کے مسئلہ پر مباہلہ کیا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ نے مقلدین کی ایک جماعت سے مباہلہ کیا، وہ ٹھہر نہ پائے اور شکست خوردہ ہو گئے، وللہ الحمد۔ جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے لیے مباہلہ کرنا جائز نہیں، اس کی بات درست نہیں، اس پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، وہ تو گویا دینی مسائل سے جاہل ہے۔"

(حسن الأسوة، ص 62)